OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:4, Issue: 2, July-Dec 2019
DOI: 10.36476/JIRS.4:2.12.2019.06, PP:103-118

التاریخ الکبیر میں امام بخاری کا اسلوبِ جرح و تعدیل اور تراجمِ رواۃ میں منہج

The Methodology of Imam Bukhārī in Al Tārīkh Al Kabīr for Criticism, Praise and Biographies of Narrators

Muhammad Noman
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan

Dr. Muhammad Ikramullah
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan

Dr. Junaid Akbar
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan

Version of Record Online/Print: 16-12-2019
Accepted: 15-11-2019
Received: 31-07-2019

Abstract

Muḥadithīn have played a dynamic role in the preservation and compilation of Ḥadīth of the Prophet (SAW). Among them the contribution of Imam Bukhārī is unavoidable and remarkable in the field of Ḥadīth and its sciences. Since, he is known "Hafiz and Compiler" and considered as "Imam" and "authority" in the field of both higher and lower criticism. His book "Al-Tārīkh al Kabīr" (08 volumes) is considered as one of the ancient books in field of Ḥadīth and its sciences. This paper aims to describe the methodology of Imam Bukhārī in Al-Tārīkh al Kabīr. He described the biography of thirteen thousand seven hundred and seventy nine only (13779) in alphabetic order. Although his methodology was to mention names of the narrators alphabetically, but in respect with the Prophet (SAW), he gave place to eleven narrators among the companion whom names were started with the names of "Muhammad". In the Methodology of Imam Bukhārī (RA), it is found that either the narrators are rejected or given authenticity, on the basis of not only his own examinations but he relied on the sayings of other Muḥadithīn as well. It is also pertinent to mention that he awarded degree to a little number of the narrators while left over most of the narrators undecided, because the main objective of the book was to portray the biographies of the narrators rather to make analysis of all the narrators.

Keywords: *imām bukhārī, methodology, al tārīkh al kabīr, criticism, praise, narrators*

تمہید

قرآن و حدیث ہی وہ دو بنیادی اساس ہیں جن پر شریعت اسلامی کی مکمل عمارت کھڑی ہے، قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری باری تعالیٰ نے خود لی ہے اور قرآن کریم کی تفسیر وحی غیر متلو یعنی حدیث کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اسی قبیل سے ہے، چنانچہ حدیث کی حفاظت کے لئے باری تعالیٰ نے اس امت میں سے مخصوص بندوں کو چن لیا اور ان کے ذریعے حدیث کی حفاظت کی گئی، ان میں فقہاء، محدثین اور اصحابِ الجرح والتعدیل شامل ہیں۔ فقہاء نے حدیث کے معانی محفوظ کئے، محدثین نے حدیث کے الفاظ کی حفاظت کی اور اصحاب الجرح والتعدیل نے ائمہ حدیث کے مراتب، روات اور احادیث کی قوت وضعف کا پتہ لگایا ہے۔ حدیث کی حفاظت کے ضمن میں اسماء الرجال کا فن وجود میں آیا۔ الفاظِ حدیث جن واسطوں سے امت تک پہنچتے ہیں وہ واسطے سند کہلاتے ہیں، ان کی کانٹ چھانٹ اور صحت و سقم سے بحث اسماء الرجال کا فن کرتا ہے۔ تاریخ میں ایسے کئی مایہ ناز محدثین گزرے ہیں جو حدیث کے ساتھ ساتھ اسماء الرجال کے بھی امام تھے، ان میں امام بخاریؒ نمایاں حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے جس طرح حدیث میں کتاب صحیح بخاری تصنیف فرمائی اسی طرح ہی اسماء الرجال میں بھی ایک بہترین کتاب "التاریخ الکبیر" تصنیف فرمائی ہے۔ زیر نظر مقالے میں امام بخاریؒ کی اس شہرہ آفاق کتاب "التاریخ الکبیر" کے منہج کا جائزہ لیا گیا ہے اور درج ذیل سوالوں کے جوابات دیئے گئے ہیں:

1. یہ جرح و تعدیل میں امام بخاریؒ نے دوسرے ائمہ کے اقوال کا سہارا لیا ہے یا نہیں؟
2. راوی کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے امام بخاریؒ نے اختصار سے کام لیا ہے یا طوالت سے؟
3. تاریخ کبیر میں امام بخاریؒ کی رواۃ پر تنقید کا اسلوب اور طریقہ کار کیا تھا؟

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

التاریخ الکبیر کے حوالے سے درج ذیل مقالہ جات مرتب ہو چکے ہیں:

1. منهج الامام البخاری فی التعلیل من خلال کتابه التاریخ الکبیر، احمد عبد اللہ احمد احمد، مقالہ پی ایچ ڈی، جامعہ دمشق، 1436ھ۔

اس مقالہ میں مقالہ نگار نے امام بخاریؒ کی تعلیل حدیث کو موضوع بنایا ہے۔ پورے مقالے کو پانچ فصول میں تقسیم کیا ہے، امام بخاریؒ کی تضعیف حدیث کے اسباب کو تین فصول میں تین عناوین میں مقید کر کے بیان کرنے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے امام بخاریؒ کے تضعیف احادیث کا منہج ثانوی درجہ میں چلا گیا ہے حالانکہ امام بخاریؒ کے تضعیف احادیث کے منہج میں اس سے زیادہ وسعت ہے۔

2. الأحادیث التي قال فیها البخاري (لا یتابع علیه) في التاریخ الکبیر، عبدالرحمٰن بن سلیمان شایع، مقالہ ایم فل، جامعہ ام القریٰ، 1419ھ۔

اس مقالہ میں مقالہ نگار نے باب اول میں امام بخاریؒ کے تعارف کے بعد تعلیل حدیث میں امام بخاریؒ کا منہج ضمنی طور پر ذکر کیا ہے جو انتہائی مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ اس باب میں امام بخاریؒ کے منہج کا جامع بھی نہیں ہے۔ باقی سارے مقالے میں تاریخ کبیر میں وارد احادیث اور ان کے متابعات پر بحث کی ہے لہٰذا پہلے باب میں امام بخاری کے منہج میں تشنگی رہ جاتی ہے۔ تاہم رواۃ پر تنقید کے اسلوب و منہج کے حوالے سے ابھی تک کوئی تفصیلی کام ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ اسی لئے دل

میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ امام بخاریؒ کے عمومی منہج اور اسلوب کو سلیس اردو زبان میں ضبطِ تحریر میں لایا جائے تاکہ اس سے جرح وتعدیل میں مبتدی طلبہ کو فائدہ ہو سکے۔

امام بخاری کا تعارف

آپ کا نام محمد بن اسماعیل ہے۔ آپ ابو عبداللہ کی کنیت سے مشہور ہوئے، امام بخاریؒ کے والد بھی صاحب علم آدمی تھے۔[1] آپ کا تعلق بخارا کے علاقہ سے ہے، اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو بخاری کہا جاتا ہے۔[2] آپؒ کی پیدائش جمعہ کے دن ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو ہوئی۔ آپ نے بہت کم عمر میں علم حاصل کرنا شروع کیا اور احادیث یاد کرنی شروع کیں اور دس سال کی عمر میں حدیث میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔ آپ شہر کے مختلف محدثین کی مجلسوں میں شرکت کرتے اور انہیں ان کی بعض خطاؤں پر مطلع فرماتے۔[3] آپ کے شیوخ میں مکی بن ابراہیم، عبدان بن عثمان، علی بن الحسین، یحییٰ بن یحییٰ وغیرہ مشہور ہیں۔[4] آپ کے تلامذہ میں ابو عیسیٰ الترمذی، ابو حاتم، ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابو بکر بن ابی الدنیا، محمد بن اسحاق وغیرہ مشہور ہیں[5]۔ آپ کی شان ائمہ کے درمیان مسلم ہے، چنانچہ ائمہ نے آپ کی منزلت ومرتب کا اعتراف کیا ہے۔[6] آپ فقہ اور حدیث میں رسوخ کے ساتھ ساتھ عابد بھی کمال درجے کے تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔[7] آپ ہفتہ کے دن سمرقند سے دو فرسخ کے مقام پر خرتنک کی بستی میں عشاء کی نماز کے وقت لیلۃ الجائزہ ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے۔[8]

التاریخ الکبیر کا تعارف

امام بخاریؒ جس طرح حدیث میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اسی طرح فن اسماء الرجال میں بھی انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ وہ خود فرماتے ہیں تاریخ میں ایسی کوئی قابلِ ذکر شخصیت نہیں گزری جس سے متعلق میرے پاس کوئی معلومات نہ ہو، لیکن میں نے اپنی کتاب میں طوالت پسند نہیں کی، اس لئے اسے بہت مختصر انداز میں تصنیف کیا ہے، انہوں نے بہت ہی کم عمر میں اس فن میں کتاب تصنیف کی۔ امام بخاریؒ نے ۱۸ سال کی عمر میں التاریخ الکبیر تصنیف کی۔[9] اس میں انہوں نے محدثین کے احوال جمع کیے ہیں اور ان پر جرح وتعدیل کی ہے، امام بخاریؒ نے اس میں روایت میں اسماء، انساب اور کنیتوں پر اعتماد کیا ہے، یعنی روایات میں کنیت اور نسب وغیرہ کے ذریعے بھی روایتیں لی ہیں، امام بخاریؒ نے اس میں تیرہ ہزار سات سو اناسی (13779) راویوں کے احوال ذکر کئے ہیں، پہلی اور دوسری جلد میں دو ہزار آٹھ سو چورانوے (2894)، تیسری اور چوتھی جلد میں تین ہزار ایک سو اکہتر (3171)، پانچویں اور چھٹی جلد میں تین ہزار چار سو باون (3452)، ساتویں اور آٹھویں جلد میں تین ہزار دو سو سڑسٹھ (3267) جبکہ آخر میں باب الکنی کے عنوان سے نو سو ترانوے (993) راویوں کے احوال ذکر کئے ہیں۔

التاریخ الکبیر علماء کرام کی نظر میں

امام بخاریؒ کی کتاب التاریخ الکبیر ایک مایہ ناز کتاب ہے۔ اس کے بارے میں خود امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس کو میرے بعض اساتذہ کے سامنے بھی پیش کیا جائے تو وہ بھی اس کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے[10]۔ چنانچہ اسحاق بن راہویہ نے یہ کتاب لی اور عبداللہ بن طاہر کو دکھائی اور کہا کہ اے امیر کیا میں آپ کو ایک جادو نہ دکھاؤں؟ اور پھر امام بخاریؒ کی یہ کتاب دکھائی جسے دیکھنے کے بعد وہ بہت حیران ہوئے اور دنگ رہ گئے[11]۔

لیکن انسان بالآخر انسان ہے، انبیاء کرام کے بعد کوئی شخص معصوم نہیں، لہٰذا ہر نایاب اور قیمتی چیز جو انسان کی تخلیق ہو،

بشری تقاضے کے مطابق کوئی نہ کوئی کمی چھوڑ جاتی ہے، ایسے ہی امام بخاریؒ کی یہ کتاب التاریخ الکبیر بھی ہے، اس کتاب کو وہ مقام حاصل نہیں ہوا جو صحیح بخاری کو ملا، اس لئے علماء کرام نے اس کتاب کا تنقیدی جائزہ بھی لیا ہے اور امام بخاریؒ کے تسامحات کا ذکر بھی کیا ہے۔ اگرچہ یہ تسامحات کم ہیں لیکن ماہرین نے ان کی نشاندہی کی ہے، جیسے خطیب بغدادیؒ نے کتاب " موضح اوھام الجمع والتفریق " میں اور امام ابن ابی حاتم الرازی نے "خطاء الامام البخاری فی تاریخہ " میں ان کی نشاندہی کی ہے۔

چونکہ یہ تسامحات بہت کم ہیں اس لئے ان کی نشاندہی کے بعد بھی یہ کتاب اپنی منزلت و مرتبت کم نہیں کرتی۔ امام بخاریؒ علم کا وہ چشمہ ہیں جس کی ایک جھلک صحیح بخاری ہے، اسی چشمے کی چند بوندیں التاریخ الکبیر میں نمایاں ہیں۔

تاریخ کبیر میں امام بخاریؒ کا منہج:

تاریخ کبیر کو ترتیب دینے میں امام بخاریؒ کا منہج:

تاریخ کبیر الف بائی ترتیب سے ہے، لیکن آنحضرت ﷺ کے نام کی برکت اور قدر کی وجہ سے پہلے ان راویوں کے احوال ذکر کئے ہیں جن کے نام لفظِ محمد سے شروع ہوتے ہیں، ان اسماء (محمدون) میں بھی پہلے ان راویوں کے احوال ذکر کئے ہیں جنہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا ،ایسے حضرات گیارہ ہیں۔اسی طرح ہر باب میں پہلے صحابہ کرام پھر تابعین اور پھر تبع تابعین کے احوال ذکر کئے ہیں، پھر اس کے بعد ان اسماء کو ان کے آباء کے ناموں سے الف بائی ترتیب سے ذکر کیا ہے۔

جرح میں امام بخاریؒ کا منہج:

امام بخاریؒ عام طور پر راوی کا ترجمہ ذکر کرنے کے بعد جرح یا تعدیل نہیں فرماتے بلکہ صرف ترجمہ ذکر کرتے ہیں کیونکہ ان کی مراد یہ ہے کہ ہر وہ راوی جس سے کوئی روایت منقول ہو چاہے کثیر تعداد میں ہو یا قلیل تعداد میں، اس کا ذکر کریں۔ جیساکہ امام ابن عدیؒ لکھتے ہیں:

"قد بينت مراد البخاري أن يذكر كل راوي وليس مراده أنه ضعيف أو غير ضعيف وإنما يري كثرة الأسامي ليذكر كل من روى عنه شيئا كثيرا أو قليلا وإن كان حرفا"[12]

امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ اگر کوئی راوی مجروح ہے تو اس کو مجروح قرار دیا ہے یا تو خود اس پر جرح کی ہے یا اگر اس راوی پر دوسرے امام نے جرح کی ہے تو اس کی جرح کو نقل کیا ہے۔ مثلاً محمد بن اسماعیل پر خود جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله: منكر الحديث"[13]

اسی طرح ابراہیم بن اسماعیل پر جرح کرتے ہوئے ابن شیبہ کا قول ذکر کرتے ہیں:

"سماه ابن شيبة، منكر الحديث"[14]

امام بخاریؒ جب کسی راوی کے ضعیف ہونے کا ذکر کرتے ہیں تو اکثر یہ الفاظ "منكر الحديث، سكتوا عنه، فيه نظر" لاتے ہیں، جیساکہ عاصم بن عبید اللہ کے بارے میں ذکر کرتے ہیں:

"عاصم بن عبيد الله العمري المديني، منكر الحديث"[15]

اسی طرح مسیب بن شریک کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مسيب بن شريك أبو سعيد التميمي سكتوا عنه"[16]

اسی طرح عباد بن کثیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"عباد بن كثير، الرملي، فيه نظر"[17]

تعدیل میں امام بخاریؒ کا منہج:

اگر کوئی راوی ثقہ ہے تو امام بخاریؒ خود اس کے ثقہ ہونے کا ذکر بھی کرتے ہیں جیساکہ سیف بن سلیمان کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

"وكان سيف بن سليمان حيا سنة خمسين وكان عندنا ثقة ممن يصدق ويحفظ"[18]

امام بخاریؒ جب کسی راوی کو عادل قرار دیتے ہیں تو یہ الفاظ "مستقيم الحديث، ثقة، حسن الحديث" استعمال کرتے ہیں۔ جیساکہ زفر بن یزید کے بارے میں ذکر کرتے ہیں:

"زفر بن يزيد بن عبد الرحمن، مستقيم الحديث"[19]

اسی طرح سلیمان بن وہب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سليمان بن وهب الا بناوي شيخ من جشم ثقة"[20]

اسی طرح سیف بن وہب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"سيف بن وهب، أبو وهب، كان حسن الحديث"[21]

تراجم رواۃ میں امام بخاریؒ کا سکوت اختیار کرنا:

امام بخاریؒ مجہول راویوں سے سکوت اختیار کرلیتے ہیں، ان کے بارے میں کوئی بھی حکم نہیں لگاتے۔ مثلاً سلیمان بن حفص کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے سکوت اختیار کرتے ہیں:

"سليمان بن حفص القرشي ، روى عنه هشام بن سعد"[22]

اسی طرح محمد بن اسماعیل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مُحَمَّد بن اسمعيل البجلي سمع يوسف بن مُحَمَّد سمع منه يوسف بن يعقوب الصفار"[23]

اسی طرح امام بخاریؒ جن راویوں کو حتمی طور پر نہیں جانتے ان سے بھی سکوت اختیار کرلیتے ہیں بلکہ ان کے ناموں میں فرق بھی بیان نہیں فرماتے۔ مثلاً صالح بن ابی شعیب کے بارے میں ذکر کرتے ہیں:

"فلا أدري هذا ابن أبي شعيب أم لا"[24]

اسی طرح عبدالرحمٰن بن حیان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فلا أدري هو صاحب بكير أم لا"[25]

اسی طرح کبھی کبھار مشہور ائمہ ثقات سے بھی سکوت اختیار کرتے ہیں: مثلاً امام شافعیؒ،[26] امام احمدؒ[27] اور امام احمد بن منیع[28] کا ترجمہ ذکر کرنے کے بعد سکوت اختیار کیا ہے۔[29]

امام بخاریؒ نے جن رواۃ سے سکوت اختیار کیا ہے اور ان پر کوئی حکم نہیں لگایا ہے، تو یہ سکوت ان کی طرف سے تعدیل شمار ہوگی یا جرح؟

اس بارے میں ائمہ کی دو رائے ہیں:

1. امام ابنِ تیمیہؒ اور مولانا ظفر احمد تھانویؒ کا کہنا ہے کہ جن راویوں سے امام بخاریؒ نے سکوت اختیار کیا ہے، تو یہ ان کی طرف سے تعدیل شمار ہوگی۔ان کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاریؒ کی عادت یہ ہے کہ وہ جرح کرتے ہیں لہٰذا جب انہوں نے جرح نہیں کی تو اس کا مطلب ہے کہ یہ رواۃ ثقہ ہیں۔[30]
2. جبکہ امام ذہبیؒ اور امام ابنِ حجرؒ کا کہنا یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا رواۃ سے سکوت اختیار کرنا تعدیل شمار نہیں ہوگی۔

ان ائمہ کی طرف سے کوئی دلیل تو مذکور نہیں ہے البتہ جن راویوں سے امام بخاریؒ نے سکوت کیا ہے ان پر انہوں نے حکم لگایا ہے اور ان کے درجات مختلف ہیں۔مثلاً:

1. امام بخاریؒ نے یعلی بن عبید سے سکوت اختیار کیا ہے[31] جبکہ امام ذہبیؒ کہتے ہیں: ثقہ ہے۔[32]
2. اسی طرح ناشرہ الناجی سے سکوت اختیار کیا ہے[33] جبکہ امام ذہبیؒ کہتے ہیں: مجہول ہے۔[34]
3. زیاد بن عثمان سے سکوت اختیار کیا ہے[35] جبکہ امام ذہبیؒ کہتے ہیں: نہیں پہچانا جاتا۔[36]
4. اسی طرح امام بخاریؒ نے بشر بن عبد اللہ سے سکوت اختیار کیا ہے[37] جبکہ امام ابن حجرؒ کہتے ہیں: صدوق ہے۔[38]
5. داود بن حصین سے سکوت اختیار کیا ہے[39] جبکہ امام ابن حجرؒ کہتے ہیں: ثقہ ہے۔[40]
6. کلاب بن علی سے سکوت اختیار کیا ہے[41] جبکہ امام ابن حجرؒ کہتے ہیں: مجہول ہے۔[42]

ان امثلہ کو دیکھتے ہوئے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کہ مسکوت رواۃ ایک درجے میں نہیں ہیں بلکہ ہر ایک کا درجہ دوسرے سے مختلف ہے نہ تو سارے ثقہ ہیں اور نہ سارے ضعیف ہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سکوت اختیار کرنا یہ تعدیل نہیں ہے بلکہ جس راوی سے بھی سکوت اختیار کیا گیا ہو اس کی حالت کو دیگر ائمہ کے اقوال کی روشنی میں دیکھا جائے گا اور ان اقوال کی روشنی میں کوئی حکم لگایا جائے گا۔

تراجم رواۃ میں امام بخاریؒ کا منہج:

راوی کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے عام طور پر نام، ولدیت، قبیلہ یا شہر لکھتے ہیں اور کبھی کبھار دونوں لکھتے ہیں۔جیساکہ تمیم بن طرفہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"تميم بن طرفة الطائي الكوفي"[43]

اور کبھی کبھار والد کے نام کے ساتھ دادا کا نام بھی ذکر فرماتے ہیں اور اسی طرح کبھی کبھی راوی کی کنیت بھی ذکر کرتے ہیں جیساکہ تمیم بن عبید بن عامر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"تميم بن عبيد بن عامر"[44]

اور حارث بن عمیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

"الحارث بن عمير أبو الجودي"[45]

راوی کے نام میں اگر دو لغتیں ہو تو اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں مثلاً محمد بن اسحٰق بن ابراہیم کے ترجمہ کے ذیل میں ایک راوی ابن ابی عبلہ کا نام پہلے عبلہ (باء کے فتح کے ساتھ) بیان فرمایا ہے اور پھر مزید لکھتے ہیں کہ یہ باء کے جزم کے ساتھ عبلہ بھی بولا جاتا ہے:

"وابن أبي عبلة... ويقال عبلة بجزم الباء"[46]

امام بخاریؒ راوی کا ترجمہ ذکر کرتے وقت کبھی طوالت سے بھی کام لیتے ہیں لیکن عام طور پر اختصار سے کام لیتے ہیں: جیساکہ حمید بن ربیعہ اور مستور بن احنف کا ترجمہ مختصراً ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حميد بن ربيعة، القرشي، الشامي. سمع المقدام، وأبا أمامة، قولهما، روى عنه مُحَمَّد بن حرب"[47]

"مستورد بن الأحنف. عن ابن مسعود. روى عنه: سلمة بن كهيل، وأبو حصين"[48]

اسی طرح محمد بن سیرین کا ترجمہ تفصیلاً ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مُحَمَّد بن سيرين أبو بكر مولى أنس بن مالك الأنصاري البصري ... إذا قاء أحدكم فلا يفطر فإنما يخرج ولا يولج"[49]

کبھی کبھار راوی کا عہدہ بھی بیان کرتے ہیں مثلاً ابراہیم الاصفح کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إبراهيم الأصفح هو مؤذن أهل المدينة"[50]

اسی طرح بشر بن رافع یمانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"إمام أهل نجران ومفتيهم"[51]

راوی کی تاریخ وفات کبھی اجمالاً اور کبھی تفصیلاً ذکر کرتے ہیں، جیساکہ بشر بن حاتم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مات في جمادى الأولى، سنة إحدى وعشرين ومئتين"[52]

اور اسحٰق بن ابراہیم کی تاریخ وفات تفصیلاً ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مات سنة ثمان وثلاثين ومئتين، ليلة السبت، لأربع عشرة خلت من شعبان، وهو ابن سبع وسبعين سنة"[53]

جہاں راوی کی تاریخ وفات متعین طور پر معلوم نہ ہو تو وہاں راوی کے زمانے کی تحدید کرتے ہیں۔ مثلاً بشر بن حرب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"مات في ولاية يوسف بن عمر بالعراق، وكانت ولاية يوسف سنة إحدى وعشرين ومئة، إلى سنة أربع وعشرين ومئة"[54]

راوی کے اساتذہ اور تلامذہ ذکر کرنے میں امام بخاریؒ کا منہج یہ ہے کہ جو راوی غیر معروف ہو تو پھر ان کے تمام اساتذہ اور تلامذہ زیر قرطاس لاتے ہیں تاکہ اس کا حال واضح ہو سکے، لیکن عام طور پر راوی کے بعض شیوخ اور اساتذہ کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً ذر بن عبداللہ کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں:

"ذر بن عبد الله الهمداني المرهبي الكوفي، عن سعيد ابن جبير وعبد الله بن شداد، روى عنه ابنه عمر ومنصور"[55]

اگر کوئی راوی صحابی ہو تو امام بخاری اس کا ترجمہ ذکر کرتے وقت یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ انہیں صحبت حاصل ہے: مثلاً مخرمہ بن نوفل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مخرمة بن نوفل، القرشي، له صحبة، والد المسور بن مخرمة"[56]

راوی کے جملہ عیوب کی جانب اشارہ بھی کرتے ہیں اس کے ظاہری اوصاف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ باطنی اوصاف، بدعات اور ان کے نظریات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیساکہ ابراہیم بن محمد کے عقیدہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"إبراهيم بن مُحَّد بن أبي يحيى الأسلمي المدني مولاهم كان يرى القدر وكلام جهم"[57]

علاقائی نسبت اور راوی کا علاقہ بیان کرتے ہیں جیسا کہ محمد بن ابراہیم الباہلی کے ترجمہ کے ذیل میں ایک راوی جہضم کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قال أبو عبد الله كان جهضم خراسانيا"[58]

اور صعصہ بن یزید کے بارے میں ذکر کرتے ہیں:

"وكان منزله بالمدائن"[59]

امام بخاریؒ راوی سے اپنی ملاقات کا اظہار بھی کرتے ہیں جیسا کہ احمد بن اشکاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله آخر ما لقيته بمصر سنة سبع عشرة"[60]

اگر کسی جگہ پر راوی کی کنیت غلط مشہور ہوئی ہو تو نشاندہی کرتے ہوئے اصل کنیت بھی بتلاتے ہیں مثلاً محمد بن ابراہیم بن مسلم کے ترجمہ کے ذیل میں ایک راوی محمد بن المثنیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وقال لنا أبو بشر، حدثنا سلم بن قتيبة، قال: حدثنا مُحَّد بن المثنى... قال أبو عبد الله: ويقال: مُحَّد بن المثنى، هو مُحَّد بن أبي المثنى، لأن كنية مسلم أبو المثنى"[61]

بعض اوقات ایک نام کے دو روای ہوتے ہیں تو پھر پتہ نہیں چلتا کہ اس سے کون سا راوی مراد ہے؟ امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں نہایت اہتمام کے ساتھ اس طرح کے رواۃ کے درمیان فرق ذکر کیا ہے، اور دونوں کی جرح و تعدیل کی حیثیت کو واضح کیا ہے جیسا کہ محمد بن حذیفہ بن داب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله وابن داب هذا ليس هو ذاك الضعيف، ذاك صاحب السمر ولكن هذا قديم قوي"[62]

اگر کسی راوی کے نام میں مختلف اقوال ہوں تو سب کو زیر قرطاس لاتے ہیں اور پھر ان میں جو نام صحیح ہو اس کو لکھتے ہو ئے فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے جیسا کہ محمد بن مسلمہ الحارثی کے ترجمہ کے ذیل میں ایک روای ضبیعہ کے نام میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقال لي إسحاق: أخبرنا عبد الرحمن، قال: حدثنا سفيان، وشعبة، عن الأشعث، عن أبي بردة، عن ضبيعة، قال شعبة: أو ابن ضبيعة... وقال أبو عوانة: عن أشعث، عن أبي بردة، عن ضبيعة بن حصين"

اب یہاں پر ایک کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله: الصحيح ضبيعة بن حصين"[63]

اسی طرح راوی کے نام کے تلفظ میں اگر کوئی دوسرا قول ہو تو وہ بھی بتاتے ہیں، جیسا کہ ایوب بن بشیر الانصاری کے ترجمہ کے ذیل میں ایک راوی کے بارے میں ذکر کرتے ہیں:

"وقال أفلت بن حسان عن جسرة عن عائشة عن النبي ﷺ: سدوا هذه الأبواب إلا باب علي، قال أبو عبد الله ويقال فليت"[64]

اگر راوی کا اپنے مروی عنہ سے سماع ثابت ہو تو وہ بھی ذکر کرتے ہیں: مثلاً امیہ بن شبل الصنعانی کے بارے میں ذکر

کرتے ہیں:

"سمع الحكم بن أبان وابن طاوس"[65]

اسی طرح اگر کسی راوی کا اپنے مروی عنہ سے سماع ثابت نہ ہو تو لکھتے ہیں کہ اس راوی کے اپنے مروی عنہ سے سماع کے بارے میں ہم نہیں جانتے مثلاً محمد بن ابان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قال أبو عبد الله: ولا نعرف لمحمد سماعا من عائشة"[66]

اگر ایک سند میں ایک سے زائد راویوں کا ایک دوسرے سے سماع ثابت نہ ہو تو امام بخاریؒ لازمی اس کو بیان فرماتے ہیں۔ مثلاً محمد بن خیثم کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مُحَمَّد بن خثيم أبو يزيد المحاربي، قال لي إبراهيم بن موسى أخبرنا عيسى بن يونس قال أخبرنا ابن إسحاق قال أخبرني يزيد بن مُحَمَّد بن خثيم عن مُحَمَّد بن كعب القرظي عن مُحَمَّد بن خثيم عن عمار بن ياسر قال كنت أنا وعلي رفيقين في غزوة، قال لي مُحَمَّد أبو يحيى قال حدثنا صدقة بن سابق: غزوة العشيرة"

اب یہاں سند پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله وهذا إسناد لا يعرف سماع يزيد من مُحَمَّد ولا مُحَمَّد بن كعب من ابن خثيم ولا ابن خثيم من عمار"[67]

احادیث کے بارے میں امام بخاریؒ کا منہج:

امام بخاریؒ احادیث کی تشریح بھی کرتے ہیں۔ یعنی حدیث میں اگر کوئی لفظ ایسا مستعمل ہو جو مشکل ہو آسانی سے سمجھ میں نہ آتا ہو تو امام بخاریؒ اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں جیساکہ اسماعیل بن ثوبان کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں:

"إسماعيل بن ثوبان.قال: جالست الناس قبل الداء الأكبر. قال أبو عبد الله: قبل الفتن"[68]

اسی طرح ابراہیم بن عبد اللہ کے ترجمہ کے ذیل میں حدیث کا ایک جملہ "سَقانا اللَّهُ" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله يعني في المطر"[69]

اور اسماعیل بن صخر کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں:

"إسماعيل بن صخر، الأيلي.عن أبي عبيدة بن مُحَمَّد بن عمار بن ياسر، عن أبيه، عن جده، عن النبي ﷺ، قال: من أراد أن يقرأ القرآن غضا كما أنزل، فليقرأه على قراءة ابن أم عبد.قاله لي عبد العزيز بن عبد الله، عن مُحَمَّد بن جعفر، وكانت قراءته حرفا حرفا.قال أبو عبد الله: غضا، يعني حرفا حرفا، مبينة"[70]

حدیث کے اندر کوئی کلمہ ایسا ہو جس کی کئی لغات ہوں تو انہیں بھی بیان کرتے ہیں، جیساکہ محمد بن عبد الملک کے ترجمہ کے ذیل میں لفظ (حي) میں کئی لغات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله قال لي شهاب بن معمر فيه ثلاث لغات حي وأي وهي"[71]

سند اور متن میں اغلاط وتسامح کی نشاندہی کرتے ہیں، مثلاً حجر بن عنبس کے ترجمہ کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"وقال شعبة عن سلمة عن حجر أبي العنبس عن علقمة بن وائل عن أبيه أن النبي ﷺ لما قال: آمين، خفض بها صوته، قال أبو عبد الله: وخولف فيه في ثلاثة أشياء: قيل: حجر أبو السكن، وقال: هو أبو عنبس، وزاد فيه علقمة وليس فيه، وقال: خفض، وإنما هو جهر بها"[72]

اگر روایتیں متعدد ہیں اور ان کے الفاظ ایک دوسرے مختلف ہیں تو تطبیق کا راستہ اختیار کیا ہے کہ الفاظ تو مختلف ہیں لیکن معنی قریب قریب ہے۔ جیساکہ محمد بن اسحق بن طلحہ کے ترجمہ میں ایک روایت کو مختلف طرق سے ذکر کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله ألفاظهم مختلفة إلا أن المعنى قريب"

جیساکہ ذیل میں درج ہے:

"مُحَمَّد بن إسحاق بن طلحة، التيمي.قال لي بشر بن مرحوم: عن يحيى بن سليم، سمع ابن خثيم، سمع مُحَمَّدا، سمع أبا بردة يحدث عمر، سمع أباه، سمع النبي ﷺ، قال: إن أمتي أمة مرحومة، جعل عذابها بأيديها في الدنيا.فكتبه عمر.قال لي مُحَمَّد بن عبادة: حدثنا يزيد، قال: حدثنا يحيى بن زياد، قال: حدثني سعيد بن أبي بردة؛ وفد أبي إلى سليمان بن عبد الملك، فحدثه، عن أبيه، عن النبي ﷺ. وقال لنا سعيد بن يحيى: حدثنا أبي، قال: حدثنا بريد، عن أبي بردة، عن رجل من الأنصار، عن أبيه، عن النبي ﷺ ... بهذا.حدثني عبدة بن عبد الله، قال: حدثنا زيد بن الحباب، قال: حدثنا الوليد بن عيسى، أبو وهب، قال: حدثنا أبو بردة، عن أبيه، عن النبي ﷺ.وقال ليث: عن أبي بردة، عن أبيه، عن النبي ﷺ.وقال مُحَمَّد بن سابق: حدثنا الربيع أبو سعيد، عن معاوية بن إسحاق، عن أبي بردة، سمع أباه، سمع النبي ﷺ ... نحوه.قال أبو عبد الله: والخبر عن النبي ﷺ في الشفاعة، وأن قوما يعذبون، ثم يخرجون، أكثر وأبين وأشهر.حدثني علي، قال: حدثنا مُحَمَّد بن بشر، قال: حدثنا مسعر، قال: حدثني علي بن مدرك، عن أبي بردة، قال: حدثني رجل من الأنصار، عن بعض أهله، يرفعه: هذه أمة مرحومة.. بهذا. قال أبو عبد الله: ألفاظهم مختلفة، إلا أن المعنى قريب"[73]

ایک روایت کی متعدد اسناد میں سے کسی ایک سند کے اندر اگر کوئی سقم وغیرہ ہے تو اس کی طرف ضرور اشارہ کرتے ہیں، جیساکہ درج ذیل روایت میں ہے:

"بشر بن عقبة، أبو عقبة، الكوفي.سمع يونس بن خباب، عن أبي علقمة، عن أبي هريرة، من قال كل يوم، سبعين مرة، أو سبعا: اللهم أجرني من النار، أجاره الله.سمع منه مُحَمَّد بن مقاتل، حدثني عنه.قال جرير، وابن إدريس: عن ليث، عن يونس بن خباب، عن أبي حازم، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ: من استجار سبعا.وقال لنا آدم: حدثنا شعبة، حدثني يونس بن خباب، عن علقمة، الأنصاري؛ سمعت أبا هريرة، قوله.ويقال عن أبي داود، وشاذان، عن شعبة: أبو علقمة جندل، عن يحيى بن يعلى، عن يونس، عن أبي علقمة، عن أبي الدرداء"

اب یہاں پر آخری سند کے بارے میں سقم کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قال أبو عبد الله: أبو الدرداء لا يصح ههنا"[74]

اگر ایک واقعہ کئی طرق میں مروی ہو اور ان میں کمی زیادتی ہو تو امام بخاریؒ راجح ذکر کرکے مرجوح کی علت بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً محمد بن ابی بکر کے ترجمہ کے ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

"وقال لنا علي حدثنا يحيى بن سعيد قال حدثنا سفيان عن مُحَمَّد بن أبي بكر قال حدثني عبد الملك بن أبي بكر عن أبيه عن أم سلمة أن النبي ﷺ تزوجها وأقام عندها ثلاثا فقال ليس بك على أهلك هوان إن شئت سبعت لك وسبعت لنسائي، وقال وكيع عن سفيان عن عبد الله بن أبي بكر عن عبد الملك بن أبي بكر ابن الحارث لما تزوج النبي ﷺ ام سلمة، مثله، وقال لنا اسمعيل حدثني مالك عن عبد الله بن أبي بكر عن عبد الملك عن أبي بكر بن عبد الرحمن أن النبي ﷺ تزوج أم سلمة فأصبحت عنده فقال لها إن شئت سبعت عندك وسبعت عندهن وإن شئت ثلثت عندك ودرت فقالت ثلث"

اب یہاں پر آخری روایت کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال أبو عبد الله: والحديث الصحيح هذا هو، يعني حديث إسماعيل"

اور یہاں پر مرجوح کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قال أبو عبد الله ولم يتابع سفيان أنه أقام عندها ثلاثا"[75]

نتائج

1. امام بخاریؒ کی کتاب التاریخ الکبیر اسماء الرجال کی کتابوں میں عظیم المرتبت کتاب ہے۔
2. امام بخاریؒ نے اس کتاب میں راویوں کی کنیتوں کے اعتبار سے بھی ان کے احوال جمع کئے ہیں جو کہ اس سے پہلے کسی کے حصے میں نہیں آئے۔ جس طرح صحیح البخاری امام بخاریؒ کے ذخیرۂ حدیث کا عمق بتلاتی ہے ایسے ہی التاریخ الکبیر بھی امام بخاریؒ کے فن الرجال میں کمالِ مہارت اور ید طولیٰ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
3. اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ جب کسی راوی کا تذکرہ کرتے ہیں تو مکمل شرحِ صدر کے ساتھ اس کا تذکرہ کرتے ہیں، جہاں بھی کسی راوی کے بارے میں ذرا سا بھی شک ہو وہاں صراحت کردیتے ہیں کہ اس کے بارے میں مجھے یقین نہیں۔
4. یہ کتاب جہاں امام بخاریؒ کی فنِ رجال پر مہارت بتلاتی ہے وہاں امام بخاریؒ کی لغت پر وسیع نظر کی عکاسی بھی کرتی ہے کیونکہ بسااوقات اگر کسی راوی کے تذکرے میں کوئی غریب لفظ آجائے تو امام بخاریؒ اس کی وضاحت بھی کرتے ہیں، یا کوئی لفظ غلط مشہور ہوگیا ہو تو اس کے صحیح تلفظ کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔
5. ایسے ہی یہ کتاب امام بخاریؒ کے انساب میں دسترس کی بھی نشاندہی کرتی ہے کیونکہ جہاں اگر راوی کی کنیت یا نام وغیرہ سے اشتباہ ہو تو وہاں اس کے نسب کا تذکرہ کرکے وضاحت کرتے ہیں۔
6. امام بخاریؒ نے اس کتاب میں تیرہ ہزار سات سو اناسی (13779) راویوں کے احوال ذکر کئے ہیں۔ جن میں سے بہت کم ایسے رواۃ ہیں جن پر امام بخاریؒ نے کلام کیا ہے اور اکثر رواۃ سے سکوت اختیار کیا ہے۔

7. امام بخاریؒ نے عام طور پر جرح کے لئے "منکر الحدیث، فیه نظر" کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو کہ ائمہ جرح و تعدیل کے ہاں مراتب جرح میں درجہ خامسہ اور درجہ سادسہ کے الفاظ ہیں یعنی نرم جرح ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، دار الحدیث، القاہرہ، ۲۰۰۶ء، ۷۹:۱۰

Al Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad bin Uthmān, *Siyar A'lām al Nubalā',* (Cairo: Dār al Ḥadīth, 2006), 10:79

[2] السمعانی، عبدالکریم بن محمد، الانساب، ت: عبدالرحمٰن الیمانی وغیرہ، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، طبع اول، ۱۹۶۲ء، ۱۰۷:۲

Al Sam'ānī, 'Abd al Karīm bin Muḥammad, *Al Ansāb,* (Hyderabad: Dā'irah al Ma'ārif al Uthmāniah, 1st Edition, 1962), 2:107

[3] الخطیب البغدادی، احمد بن علی، تاریخ بغداد، ت: د. بشار عواد، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبع اول، ۲۰۰۲ء، ۳۲۲:۲

Al Baghdādī, Aḥmad bin 'Alī bin Thābit, *Tārīkh Baghdād,* (Beirut: Dār al Gharb al Islāmī, 1st Edition, 2002), 2:322

[4] سیر اعلام النبلاء، ۸۱:۱۰

Al Dhahabī, *Siyar A'lām al Nubalā',* 10:81

[5] سیر اعلام النبلاء، ۸۲:۱۰

Al Dhahabī, *Siyar A'lām al Nubalā',* 10:82

[6] سیر اعلام النبلاء، ۹۵،۹۴:۱۰

Al Dhahabī, *Siyar A'lām al Nubalā',* 10:94-95

[7] سیر اعلام النبلاء، ۱۱۸:۱۰

Al Dhahabī, *Siyar A'lām al Nubalā',* 10:118

[8] ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، المحقق: احسان عباس، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۴ء، ۱۹۰:۴

Ibn Khalkān, Aḥmad bin Muḥammad, *Wafayāt al A'yān wa Ambā' Abnā' al Zamān,* (Beurit: Dār Ṣadir, 1994), 4:190

[9] المزی، یوسف بن عبدالرحمٰن، تہذیب الکمال، ت: بشار عواد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول، ۱۹۸۰ء، ۴۴۰:۲۴

Al Mizzī, Yūsuf bin 'Abd al Raḥmān, *Tahdhīb al Kamāl fī Asmā' al Rijāl,* (Beirut: Mo'assasah al Risālah, 1980), 24:440

[10] الافریقی، محمد بن مکرم، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دار الفکر للطباعۃ، دمشق، طبع اول، ۱۹۸۴ء، ۲۷:۲۲

Al Afrīqī, Muḥammad bin Mukarram, *Mukhtaṣar Tārīkh Dimishq li Ibn 'Asākir,* (Damascus: Dār al Fikr lil Ṭabā'ah, 1st Edition, 1984), 22:27

[11] ابن عساکر، علی بن الحسن، تاریخ دمشق، ت: عمرو بن غرامۃ، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۹۵ء، ۷۵:۵۲

Ibn 'Asākir, 'Alī bin al Ḥasan, *Tārīkh Dimishq,* (Dār al Fikr lil Ṭabā'ah, 1995), 52:75

[12] ابن عدی، ابواحمد بن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۸ھ، ۲۶۷:۳

Ibn ʻAdī, Abū Aḥmad bin ʻAdī, *Al Kāmil fī Ḍuʻafāʼ al Rijāl,* (Beirut: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1st Edition, 1418), 3:267

[13] البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدرآباد، ۳۷:۱

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʻīl, *Al Tārīkh al Kabīr,* (Hyderabad: Dāʼirah al Maʻārif al Uthmāniah), 1:37

[14] التاریخ الکبیر، ۲۷۱:۱

Al Tārīkh al Kabīr, 1:271

[15] التاریخ الکبیر، ۴۹۳:۶

Al Tārīkh al Kabīr, 6:493

[16] التاریخ الکبیر، ۴۰۸:۷

Al Tārīkh al Kabīr, 7:408

[17] التاریخ الکبیر، ۴۳:۶

Al Tārīkh al Kabīr, 6:43

[18] التاریخ الکبیر، ۳۷۱:۴

Al Tārīkh al Kabīr, 4:371

[19] التاریخ الکبیر، ۴۳۱:۳

Al Tārīkh al Kabīr, 3:431

[20] التاریخ الکبیر، ۴۰:۴

Al Tārīkh al Kabīr, 4:40

[21] التاریخ الکبیر، ۱۶۹:۴

Al Tārīkh al Kabīr, 4:169

[22] التاریخ الکبیر، ۷:۴

Al Tārīkh al Kabīr, 4:7

[23] التاریخ الکبیر، ۳۵:۱

Al Tārīkh al Kabīr, 1:35

[24] التاریخ الکبیر، ۲۸۳:۴

Al Tārīkh al Kabīr, 4:283

[25] التاریخ الکبیر، ۲۷۰:۵

Al Tārīkh al Kabīr, 5:270

[26] التاریخ الکبیر، ۴۲:۱

Al Tārīkh al Kabīr, 1:42

[27] التاریخ الکبیر، ۵:۲

Al Tārīkh al Kabīr, 2:5

[28] التاریخ الکبیر، ۶:۲

Al Tārīkh al Kabīr, 2:6

[29] التاریخ الکبیر، ۴۲:۱

Al Tārīkh al Kabīr, 1:42

30 عثمانی، ظفر احمد، قواعد فی علوم الحدیث، دار القلم، بیروت، ص: ۲۲۳
Uthmānī, Zafar Aḥmad *Qawā'id fī 'Ulūm al Ḥadīth,* (Beirut: Dār al Qalam), p:223

31 التاریخ الکبیر، ۸:۴۱۹
Al Tārīkh al Kabīr, 8:419

32 ذہبی، محمد بن احمد، میزان الاعتدال، ت: علی محمد البجاوی، دار المعرفہ للطباعۃ والنشر، بیروت، طبع اول، ۱۳۸۲ھ، ۴:۴۵۸
Al Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad, *Mīzān al I'tadāl,* (Beirut: Dār al Ma'rifāh lil Ṭabā'ah, 1st Edition, 1382), 4:458

33 التاریخ الکبیر، ۸:۱۲۲
Al Tārīkh al Kabīr, 8:122

34 میزان الاعتدال، ۴:۲۳۹
Mīzān al I'tadāl, 4:239

35 التاریخ الکبیر، ۳:۳۶۵
Al Tārīkh al Kabīr, 3:365

36 میزان الاعتدال، ۲:۹۲
Mīzān al I'tadāl, 2:92

37 التاریخ الکبیر، ۲:۷۸
Al Tārīkh al Kabīr, 2:78

38 ابن حجر، احمد بن علی، تقریب التہذیب، ت: محمد عوامہ، دار الرشید، سوریا، طبع اول، ۱۴۰۶ھ، ۱:۱۲۳
Ibn Ḥajar, Aḥmad bin 'Alī, *Taqrīb al Tahdhīb,* (Syria: Dār al Rashīd, 1st Edition, 1406), 1:123

39 التاریخ الکبیر، ۴:۲۷۲
Al Tārīkh al Kabīr, 4:272

40 تقریب التہذیب، ۱:۲۷۱
Taqrīb al Tahdhīb, 1:271

41 التاریخ الکبیر، ۷:۲۳۶
Al Tārīkh al Kabīr, 7:236

42 تقریب التہذیب، ۱:۴۶۳
Taqrīb al Tahdhīb, 1:463

43 التاریخ الکبیر، ۲:۱۵۱
Al Tārīkh al Kabīr, 2:151

44 التاریخ الکبیر، ۲:۱۵۴
Al Tārīkh al Kabīr, 2:154

45 التاریخ الکبیر، ۲:۲۷۶
Al Tārīkh al Kabīr, 2:276

46 التاریخ الکبیر، ۱:۴۰
Al Tārīkh al Kabīr, 1:40

47 التاریخ الکبیر، ۲:۳۴۸

Al Tārīkh al Kabīr, 2:348

[48] التاریخ الکبیر، ۸:۱۷

Al Tārīkh al Kabīr, 8:17

[49] التاریخ الکبیر، ۱:۹۰-۹۲

Al Tārīkh al Kabīr, 1:90-92

[50] التاریخ الکبیر، ۱:۲۷۲

Al Tārīkh al Kabīr, 1:272

[51] التاریخ الکبیر، ۲:۷۴، ۷۵

Al Tārīkh al Kabīr, 2:74-75

[52] التاریخ الکبیر، ۲:۷۲

Al Tārīkh al Kabīr, 2:72

[53] التاریخ الکبیر، ۱:۳۷۹، ۳۸۰

Al Tārīkh al Kabīr, 1:379-380

[54] التاریخ الکبیر، ۲:۷۱، ۷۲

Al Tārīkh al Kabīr, 2:71-72

[55] التاریخ الکبیر، ۳:۲۶۷

Al Tārīkh al Kabīr, 3:267

[56] التاریخ الکبیر، ۸:۱۵

Al Tārīkh al Kabīr, 8:15

[57] التاریخ الکبیر، ۱:۳۲۳

Al Tārīkh al Kabīr, 1:323

[58] التاریخ الکبیر، ۱:۲۳، ۲۴

Al Tārīkh al Kabīr, 1:23-24

[59] التاریخ الکبیر، ۴:۳۲۰

Al Tārīkh al Kabīr, 4:320

[60] التاریخ الکبیر، ۲:۴

Al Tārīkh al Kabīr, 2:4

[61] التاریخ الکبیر، ۱:۲۳

Al Tārīkh al Kabīr, 1:23

[62] التاریخ الکبیر، ۱:۶۴، ۶۵

Al Tārīkh al Kabīr, 1:64-65

[63] التاریخ الکبیر، ۱:۱۲

Al Tārīkh al Kabīr, 1:12

[64] التاریخ الکبیر، ۱:۴۰۸

Al Tārīkh al Kabīr, 1:408

[65] التاریخ الکبیر، ۲:۱۱

Al Tārīkh al Kabīr, 2:11

66 التاریخ الکبیر، ۱:۳۲

Al Tārīkh al Kabīr, 1:32

67 التاریخ الکبیر، ۱:۷۱

Al Tārīkh al Kabīr, 1:71

68 التاریخ الکبیر، ۱:۳۴۹

Al Tārīkh al Kabīr, 1:349

69 التاریخ الکبیر، ۱:۳۰۰،۳۰۲

Al Tārīkh al Kabīr, 1:300-301

70 التاریخ الکبیر، ۱:۳۶۰، ۳۶۱

Al Tārīkh al Kabīr, 1:360-361

71 التاریخ الکبیر، ۱:۱۶۳، ۱۶۴

Al Tārīkh al Kabīr, 1:163-164

72 التاریخ الکبیر، ۳:۷۳

Al Tārīkh al Kabīr, 3:73

73 التاریخ الکبیر، ۱:۳۷-۴۰

Al Tārīkh al Kabīr, 1:37-40

74 التاریخ الکبیر، ۲:۷۹، ۸۰

Al Tārīkh al Kabīr, 2:79-80

75 التاریخ الکبیر، ۱:۴۶-۴۸

Al Tārīkh al Kabīr, 1:46-48